تقریر

حضرت مصلح موعودؓ کا عشق رسولؐ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب:57)

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
خبر لے اے مسیحا دردِ دل کی
تیرے بیمار کا دم گھٹ رہا ہے
میرا ہر ہر ذرّہ ہو قربانِ احمد
مرے دل کا یہی اک مدعا ہے
اسی کے عشق میں نکلے مری جاں
کہ یادِ یار میں بھی اک مزا ہے
مجھے اس بات پر ہے فخر محمود
میرا معشوق محبوبِ خدا ہے

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ **حضرت مصلح موعودؓ کا عشق رسولؐ**

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (بخاری و مسلم) یعنی تم میں سے کوئی مومن ہو نہیں سکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنے باپ اپنی اولاد اور دیگر تمام بنی نوع انسان سے بڑھ کر محبوب نہ رکھے۔

اِس ارشادِ نبوی کے مطابق دنیا میں لاکھوں مسلمانوں پیدا ہوئے جو آپؐ سے محبت وعقیدت کا دم بھرتے رہے اور آج بھی کروڑوں دم بھر رہے ہیں اور آئندہ تا قیامت جب تک دنیا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرتے رہیں گے۔ آج مجھے اِن پیاروں اور محبین میں سے ایک ایسے ولی، نیک اور خدا رسیدہ شخص حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی اپنے پیارے اور محسن حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی داستان آپ لوگوں کے سامنے رکھنی ہے جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے کہا کہ وہ جلد جلد بڑھے گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور لاکھوں لوگوں نے اس کی غلامی میں خدا کو پایا اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ وہ اپنے عہد کا سب سے بڑا عاشق رسولؐ تھا۔ اِس کے متعلق پیشگوئی میں کہا گیا تھا کہ

”اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔“

چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ کو جو کچھ عطا ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے طفیل حاصل ہوا۔ آپؓ خود فرماتے ہیں کہ

محمدؐ میرے تن میں مثلِ جاں ہے
یہ ہے مشہور جاں ہے تو جہاں ہے

نیز فرماتے ہیں۔

”خدا نے مجھے اس غرض کے لئے کھڑا کیا ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور دینِ حق کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں۔ دنیا زور لگالے۔ وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کر لے۔ عیسائی بادشاہ بھی اور ان کی حکومتیں بھی مل جائیں۔ یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے۔ دنیا کی تمام بڑی بڑی مالدار

اور طاقتور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور وہ مجھے اس مقصد میں ناکام کرنے کے لئے متحد ہو جائیں پھر بھی خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے ان کے تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیامیٹ کر دے گا اور خدا میرے ذریعہ سے یا میرے شاگردوں اور اتباع کے ذریعہ سے اس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے طفیل اور صدقے دینِ حق کی عزت کو قائم کرے گا اور اس وقت تک دنیا کو نہیں چھوڑے گا جب تک کہ دینِ حق پھر اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں قائم نہ ہو جائے اور جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر دنیا کا نبی تسلیم نہ کر لیا جائے۔"

(تقریر جلسہ سالانہ 1944ء)

نصف صدی سے زیادہ تک اسلام کا یہ بطلِ جلیل مسند خلافت پر رونق افروز رہا اور اس دوران دشمنانِ اسلام نے کئی بار اپنی نادانی اور شرارت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی۔ کبھی "ورتمان" اخبار میں ناپاک مضمون چھپے تو کبھی "رنگیلا رسول" قسم کی دلوں کو چھلنی کرنے والی کتابیں شائع کی گئیں۔ آپؓ کا دل یہ سب کچھ دیکھ کر خون ہو جاتا اور آپ اپنے محبوب اور سب کے محبوب حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور ناموس کے دفاع کے لئے سینہ سپر ہو جاتے۔ یہ فرض کبھی تحریرات کے ذریعہ ادا ہوتا رہا اور کبھی عملی اقدام کے تحت جلسے وغیرہ کروا کے۔ جلسہ ہائے "سیرت النبیؐ" اور "یوم پیشوایان مذاہب" کا قیام اسی ذیل کی کڑیاں ہیں۔

سامعین! 1927ء میں ہندو اخبار "ورتمان" میں ایک مضمون "سیر دوزخ" کے نام سے شائع ہوا اور اس بدقسمت نادان دشمنِ اسلام نے تمام پاکوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کر کے اپنا نامہ اعمال سیاہ کر لیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک بیان پوسٹر کی شکل میں طبع کروا کے ایک ہی رات میں ملک کے طول و عرض میں چسپاں کروا دیا۔ اس میں فرمایا کہ

"کیا اس سے زیادہ اسلام کے لئے کوئی اور مصیبت کا دن آ سکتا ہے؟ کیا اس سے زیادہ ہماری بے کسی کوئی اور صورت اختیار کر سکتی ہے؟ کیا ہمارے ہمسایوں کو یہ معلوم نہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فداہ نفسی واھلی کو اپنی ساری جان اور سارے دل سے پیار کرتے ہیں اور ہمارے جسم کا ذرہ ذرہ اس پاکبازوں کے سردار کی جوتیوں کی خاک پر بھی فدا ہے۔ اگر وہ اس امر سے واقف ہیں تو پھر اس قسم کی تحریرات سے سوائے اس کے اور کیا غرض ہو سکتی ہے کہ ہمارے دلوں کو زخمی کیا جائے اور ہمارے سینوں کو چھید اجائے اور ہماری ذلت اور بے بسی کو نہایت بھیانک صورت میں ہماری آنکھوں کے سامنے لایا جائے اور ہم پر یہ ظاہر کیا جائے کہ مسلمانوں کے احساسات کی ان لوگوں کو اس قدر بھی پرواہ نہیں جس قدر کہ ایک امیر کبیر کو ایک ٹوٹی پھوٹی جوتی کی ہوتی ہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا مسلمانوں کو ستانے کے لئے ان لوگوں کو کوئی اور راستہ نہیں ملتا۔ ہماری جانیں حاضر ہیں۔ ہماری اولادوں کی جانیں حاضر ہیں۔ جس قدر چاہیں ہمیں دکھ دے لیں لیکن خدارا نبیوں کے سردار محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر آپؐ کی ہتک کر کے اپنی دنیا اور آخرت کو تباہ نہ کریں کہ اس ذات بابرکت سے ہمیں اس قدر تعلق اور وابستگی ہے کہ اس پر حملہ کرنے والوں سے ہم کبھی صلح نہیں کر سکتے۔ ہماری طرف سے بار بار کہا گیا ہے اور مَیں پھر دوبارہ ان لوگوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری جنگل کے درختوں اور بَن کے سانپوں سے صلح ہو سکتی ہے لیکن اُن لوگوں سے ہرگز صلح نہیں ہو سکتی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے ہیں۔ بے شک وہ قانون کی پناہ میں جو چاہیں کر لیں اور پنجاب ہائی کورٹ کے تازہ فیصلہ کی آڑ میں جس قدر چاہیں ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے لیں لیکن وہ یاد رکھیں کہ گورنمنٹ کے قانون سے بالا اور قانون بھی ہے اور وہ خدا کا بنایا ہوا قانونِ فطرت ہے۔ وہ اپنی طاقت کی بناء پر گورنمنٹ کے قانون کی زد سے بچ سکتے ہیں لیکن قانونِ قدرت کی زد سے نہیں بچ سکتے اور قانونِ قدرت کا یہ اٹل اصول پورا ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس کی ذات سے ہمیں محبت ہوتی ہے اُسے بُرا بھلا کہنے کے بعد کوئی شخص ہم سے محبت اور صلح کی توقع نہیں رکھ سکتا۔"

(الفضل 10 جون 1927ء)

سامعین! اس پوسٹر کا چھپنا تھا کہ ملک میں ایک شور مچ گیا۔ مسلمان اخبارات نے مضامین لکھے جن میں اپنے غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔ وفد بنائے گئے اور حُکامِ وقت کو اپنے غم و رنج سے آگاہ کیا گیا۔ مالک اخبار "ورتمان" اور مضمون لکھنے والے پر مقدمہ چلا اور انہیں ایک سال اور چھ ماہ کی قید کی سزا ہوئی۔ مسلمانانِ ہندوستان خوش ہو گئے کہ دشمنوں کو سزا ملی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو مبارکباد کے تار اور خطوط لکھے کہ یہ سب کچھ دراصل آپ کی کوششوں کے نتیجہ میں ہوا ہے۔ مگر آپؓ نے فرمایا کہ:

"میرا دل غمگین ہے کیونکہ مَیں اپنے آقا، اپنے سردار حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتکِ عزت کی قیمت ایک سال کے جیل خانے کو قرار نہیں دیتا۔ مَیں ان لوگوں کی طرح جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے کی سزا قتل ہے، ایک آدمی کی جان کو بھی اس کی قیمت قرار نہیں دیتا، مَیں ایک قوم کی تباہی کو بھی اس کی قیمت قرار نہیں دیتا کیونکہ میرے آقا کی عزت اس سے بالا ہے کہ کسی فرد یا جماعت کا قتل اس کی قیمت قرار دیا جائے"

نیز فرمایا۔

"کیونکہ کیا یہ سچ نہیں کہ میرا آقا دنیا کو جِلا دینے کے لئے آیا تھا نہ کہ مارنے کے لئے۔ وہ لوگوں کو زندگی بخشنے کے لئے آیا تھا نہ کہ ان کی جان نکالنے کے لئے۔ غرض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت دنیا کے احیاء میں ہے نہ اس کی موت میں۔ پس مَیں اپنے نفس میں شرمندہ ہوں کہ اگر یہ دو شخص جو ایک قسم کی موت کا شکار ہوئے ہیں اور بدبختی کی جو مہر انہوں نے اپنے ماتھوں پر لگالی ہے اس صداقت پر اطلاع پاتے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی تھی تو کیوں گالیاں دے کر برباد ہوتے۔ کیوں اس کے زندگی بخش جام کو پا کر ابدی زندگی نہ پاتے اور اس صداقت کا ان تک نہ پہنچنا مسلمانوں کا قصور نہیں تو اور کس کا ہے۔ پس مَیں اپنے آقا سے شرمندہ ہوں کیونکہ اسلام کے خلاف موجودہ شورش درحقیقت مسلمانوں کی تبلیغی سستی کا نتیجہ ہے۔ قانون ظاہری فتنہ کا علاج کرتا ہے نہ دل کا اور میرے لئے اس وقت تک خوشی نہیں جب تک کہ تمام دنیا کے دلوں سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بغض نکال کر اس کی جگہ آپ کی محبت قائم نہ ہو جائے۔" (الفضل 19 اگست 1927ء)

مسلم آؤٹ لک کے احمدی ایڈیٹر کی شجاعت

سامعین! اسی طرح ایک بدبخت دشمن راجپال کو "رنگیلا رسول" نامی کتاب کی اشاعت پر سیشن کورٹ سے چھ ماہ قید اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ قید مزید کی سزا ہوئی۔ راجپال نے ہائی کورٹ میں اپیل کی۔ اس کے جج کنور دلیپ سنگھ نے فیصلہ دیا کہ دفعہ 153۔ الف جس کے تحت راجپال کو سزا دی گئی تھی وہ گذشتہ مذہبی رہنماؤں کے خلاف اعتراضوں اور حملوں کے انسداد کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس لئے راجپال کو بری کر دیا گیا۔ اس پر Muslim Outlook کے احمدی ایڈیٹر سید دلاور شاہ صاحب بخاری نے اپنے ایک اداریے میں اس فیصلے کو سراسر نامناسب اور غلط قرار دیتے ہوئے جج کنور دلیپ سنگھ کو مستعفی ہو جانے کو کہا۔ اس پر پنجاب ہائی کورٹ کی طرف سے اخبار کے ایڈیٹر اور اس کے مالک و طابع مولوی نورالحق صاحب کے نام توہین عدالت کے جرم میں نوٹس پہنچ گیا۔ سید دلاور شاہ صاحب حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ بعض دوستوں نے مشورہ دیا ہے کہ اس اداریے پر اظہار افسوس کر دینا چاہئے مگر حضور نے مشورہ دیا کہ

"ہمارا فرض ہے کہ صوبہ کی عدالت کا مناسب احترام کریں لیکن جب ایک مضمون آپ نے دیانتداری سے لکھا ہے اور اس میں صرف ان خیالات کی ترجمانی کی ہے جو اس وقت ہر مسلمان کے دل میں اٹھ رہے ہیں تو اب آپ کا فرض سوائے اس کے کہ اس سچائی پر مضبوطی سے قائم رہیں اور کیا ہو سکتا ہے۔ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا سوال ہے اور ہم اس مقدس وجود کی عزت کے مقابلہ میں کسی کے معارض بیان پر بغیر آواز اٹھائے نہیں رہ سکتے۔ مَیں قانون تو جانتا نہیں اس کے متعلق تو آپ قانون دان لوگوں سے مشورہ لیں مگر میری طرف سے آپ کو یہ مشورہ ہے آپ اپنے جواب میں لکھوا دیں کہ اگر ہائی کورٹ کے ججوں کے نزدیک کنور دلیپ صاحب کی عزت کی حفاظت کے لئے قانون انگریزی میں کوئی دفعہ موجود ہے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کے لئے کوئی دفعہ موجود نہیں تو میں بڑی خوشی سے جیل خانے کے لئے تیار ہوں۔"

(الفضل یکم جولائی 1927ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ 582)

محبت رسولؐ کی خاطر

سامعین! 1925ء کا ذکر ہے کہ ہندوستان میں یہ دلخراش خبر پہنچی کہ محمد بن عبدالوہاب کے معتقدین کی گولہ باری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کو نقصان پہنچا ہے۔ جس سے گنبد میں دراڑیں پڑ گئی ہیں۔ ساتھ ہی یروشلم کی مسلم کونسل کے صدر اعلیٰ کی طرف سے تار آئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر گولہ باری نہیں کی گئی البتہ اس کے گنبد پر گولیاں لگی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 4 ستمبر کو خطبہ جمعہ میں فرمایا:

"یہ تو مانا نہیں جاسکتا کہ نجدیوں نے جان بوجھ کر روضہ مبارک مسجد نبوی اور دیگر مقامات پر گولے مارے ہوں گے کیونکہ آخر وہ بھی مسلمان کہلاتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں اور آپؐ کی عزت و توقیر کا بھی دم بھرتے ہیں۔ لیکن باوجود ان باتوں کے جو کچھ ہوا ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ..... گو انہوں نے دیدہ دانستہ مقامات مقدسہ کو نقصان نہ پہنچایا ہو مگر ان کی بے احتیاطی سے نقصان ضرور پہنچا ہے۔"

پھر فرمایا:

"گو مَیں سمجھتا ہوں قبے بنانا ناجائز ہیں مگر ہر جگہ نہیں بلکہ ضرورت کے وقت جائز ہیں۔ اگر ان سے مراد قبر کی حفاظت نہیں تو ناجائز ہیں یا ان کے لئے ناجائز ہیں جو ہر حال میں ناجائز سمجھتے ہیں۔ مگر خواہ کچھ ہی ہو ان کا یہ کام نہیں کہ ان کو توڑیں۔ اس معاملے میں ہم نجدیوں کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں قبے بلا ضرورت بنانا ناجائز ہیں اور شرک میں داخل ہیں لیکن اس معاملہ میں ہم ان کے ساتھ اتفاق نہیں کرتے کہ ان کا توڑنا اور گرانا بھی درست ہے..... ہماری ان باتوں کو دیکھ کر نجدیوں کے حامی کہیں کہ یہ بھی شریف علی کے آدمی ہیں لیکن اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر کے متعلق آواز اٹھاتے ہوئے شریف کا آدمی چھوڑ شیطان کا آدمی بھی کہہ دیں تو کوئی حرج نہیں ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر سب سے محبت رکھتے ہیں یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی اگر کوئی محبت رکھتے ہیں تو صرف اس لئے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے اور آپ کو جو کچھ بھی حاصل ہوا اس غلامی کی وجہ سے ہوا..... بے شک ہم قبوں کی یہ حالت دیکھ کر خاموش رہتے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عزت کی خاطر ہم آواز بلند کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ ہمارے پاس کوئی طاقت نہیں جس سے ہم نجدیوں کے ہاتھ روک سکیں۔ ہمارے پاس سہام اللیل ہیں۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مقدس اور مسجد نبوی اور دوسرے مقامات کو اس ہتھیار سے بچائیں۔ ہماری جماعت کے لوگ راتوں کو اٹھیں اور اس بادشاہوں کے بادشاہ کے آگے سر کو خاک پر رکھیں جو ہر قسم کی طاقتیں رکھتا ہے اور عرض کریں کہ وہ ان مقامات کا اپنے فضل کے ساتھ بچائے..... عمارتیں گرتی ہیں اور ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا لیکن ان عمارتوں کے ساتھ اسلام کی روایات وابستہ ہیں۔ پس ہمیں دن کو بھی اور رات کو بھی، سوتے بھی اور جاگتے بھی دعائیں کرنی چاہئیں کہ خدا تعالیٰ اپنی طاقتوں سے اور اپنی صفات کے ذریعہ ان کو محفوظ رکھے اور ہر قسم کے نقصان سے بچائے۔"

(الفضل 12 ستمبر 1925ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ 526-527)

سامعین! ایک اور موقع پر غیر احمدی مولویوں کے بارے میں حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہ وہ اپنے منبروں پر کھڑے ہو کر یہاں تک کہتے ہیں کہ عیسائیوں سے، یہودیوں سے، آریوں سے اور سکھوں سے ہماری صلح ہو سکتی ہے۔ مگر احمدیوں کے ساتھ ہم کسی طرح صلح نہیں کر سکتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ:

"اس کے مقابلہ میں ہماری یہ حالت ہے کہ باوجود اس کے کہ سب سے بڑھ کر ہماری مخالفت کرنے والے غیر احمدی ہیں اور باوجود اس کے کہ ان کے ملکوں میں ہمارے آدمیوں کو نہایت بے دردی اور ظلم کی راہ سے قتل کیا جاتا ہے لیکن مذاہب کے لحاظ سے آریوں اور عیسائیوں سے کروڑوں درجے میں غیر احمدیوں کو افضل جانتا ہوں۔ یہ ہم کہیں گے کہ عیسائیوں کی حکومت اور ان کے ملک میں ہمارے

لئے بہت امن اور انصاف ہے مگر افغان گورنمنٹ میں ہمارے ساتھ ظلم اور بے انصافی ہوتی ہے۔ لیکن جب مذہب کا سوال آئے گا تو میں امیر امان اللہ خان کو کروڑوں درجے کنگ جارج سے بڑھ کر سمجھوں گا کیونکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کرتے ہیں۔ انہیں خدا کا سچا رسول مانتے ہیں جو کہ ہمیں تمام چیزوں سے زیادہ عزیز اور پیارے ہیں۔ لیکن کنگ جارج آپ کی صداقت کے قائل نہیں تو مذہباً امیر امان اللہ خان صاحب کو میں کنگ جارج سے زیادہ معزز سمجھتا ہوں باوجود اس کے کہ امیر امان اللہ خان کی حکومت میں ہمارے آدمیوں پر سخت ظلم ہوئے لیکن مذہباً کنگ جارج سے ان کی عزت میرے دل میں بہت زیادہ ہے کیونکہ جس کی غلامی کا مجھے فخر حاصل ہے اور جسے یہ مولوی لوگ کافر، کذاب اور دجال کہتے ہیں، اس سے مَیں نے یہی سیکھا ہے اور یہی اس نے تعلیم دی ہے اور میرا یہ حوصلہ اسی کی بدولت ہے کہ باوجود حکومت کابل سے اس قدر دکھ اٹھانے کے امیر امان اللہ خان کی اس قدر محبت اور عزت میرے دل میں ہے کیونکہ خواہ ان کی حکومت میں ہم سے کیسا ہی بُرا سلوک کیا گیا اور ہمیں کتنے ہی دکھ دیئے گئے مگر وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں۔"

(الفضل 14 جولائی 1925ء منقول از الفضل 2 اکتوبر 1963ء)

سامعین! اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہ تمام مدارج روحانیہ کا حصول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے ساتھ منسوب ہے فرماتے ہیں کہ:

"جو شخص یہ کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی امت میں ایسے لوگ پیدا نہیں ہوسکتے جو خدا کے مقرب ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں خداتعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا شرف رکھتے ہوں وہ جھوٹا ہے۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتا ہے۔ وہ آپ کے فیضان کو بند کرتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی زندہ تھے جب آپ جسد عنصری کے ساتھ اس دنیا میں موجود تھے اور اس وقت بھی زندہ ہیں جب آپ دنیا سے جاچکے ہیں۔ دنیا پیدا ہوگی اور فنا ہوگی، لوگ آئیں گے اور مریں گے، نسل انسانی دنیا میں پیدا ہوگی اور مٹے گی مگر میرا رسول ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ جو شخص اس کے خلاف کہتا ہے وہ جھوٹا ہے اور اگر اس پر کوئی مجھے پھانسی بھی دینا چاہے تو میں پھانسی کے تختہ پر بھی چڑھنے کے لئے تیار ہوں۔"

(سیر روحانی جلد دوم صفحہ 70)

سامعین! مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین نے اپنی ایک کتاب میں جب لکھا کہ گویا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور آپ کی جماعت، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مان کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک) تو اس کے جواب میں حضورؓ نے فرمایا:

"نادان انسان ہم پر الزام لگاتا ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مان کر گویا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ اسے کسی کے دل کا حال کیا معلوم۔ اسے اس محبت اور پیار اور عشق کا علم کس طرح ہو جو میرے دل کے ہر گوشہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ وہ کیا جانے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میرے اندر کس طرح سرایت کر گئی۔ وہ میری جان ہے۔ میرا دل ہے۔ میری مراد ہے۔ میرا مطلوب ہے۔ اس کی غلامی میرے لئے عزت کا باعث ہے اور کس کی کفش برداری مجھے تخت شاہی سے بڑھ کر معلوم دیتی ہے۔ اس کے گھر کی جاروب کشی کے مقابلہ میں بادشاہت ہفت اقلیم ہیچ ہے۔ وہ خداتعالیٰ کا پیارا ہے پھر میں کیوں اس سے پیار نہ کروں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے پھر میں کیوں اس سے محبت نہ کروں۔ وہ خداتعالیٰ کا مقرب ہے پھر میں کیوں اس کا قرب تلاش نہ کروں۔ میرا دل حال مسیح موعود کے اس شعر کے مطابق ہے کہ:

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اور یہی محبت تو ہے جو مجھے اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ باب نبوت کے بکلی بند ہونے کے عقیدے کو جہاں تک ہوسکے باطل کردوں کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔"

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ 185-186)

سیرت النبی جلسوں کا پس منظر اور اس کی اہمیت

سامعین! جیسا کہ اوپر بیان کر آیا ہوں کہ دشمنانِ اسلام ہندوستان میں اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دل آزار باتیں چھاپتے رہتے تھے۔ بہت ہنگامہ ہوتا رہا۔ اخباروں میں اس کے احتجاج میں مضمون چھاپے جاتے تھے۔ مقدمات لڑے جاتے۔ حضورؓ نے ان کے انسداد کا ایک اچھوتا اور عمدہ طریق "جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ" کی شکل میں تجویز فرمایا۔ ان جلسوں کا مقصد خود حضورؓ کے الفاظ میں درج ذیل ہے:

"لوگوں کو آپؐ پر حملہ کرنے کی جرأت اس لئے ہوتی ہے کہ وہ آپؐ کی زندگی کے صحیح حالات سے ناواقف ہیں اور اس کا ایک ہی علاج ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح پر اس کثرت سے اور اس قدر زور کے ساتھ لیکچر دیئے جائیں کہ ہندوستان کا بچہ بچہ آپ کے حالات زندگی اور آپ کی پاکیزہ زندگی سے آگاہ ہوجائے اور کسی کو آپؐ کے متعلق زبان درازی کی جرأت نہ رہے۔ جب کوئی حملہ کرتا ہے یہی سمجھ کر کہ دفاع کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ واقف کے سامنے اس لئے کوئی حملہ نہیں کرتا کہ وہ دفاع کرے گا پس سارے ہندوستان کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی سے واقف کرنا ہمارا فرض ہے اور اس کے لئے بہترین طریق یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے اہم شعبوں کو لے لیا جائے اور ہر سال خاص انتظام کے ماتحت سارے ہندوستان میں ایک ہی دن ان پر روشنی ڈالی جائے تاکہ سارے ملک میں شور مچ جائے اور غافل لوگ بیدار ہوجائیں۔"

(تقریر جلسہ سالانہ 1937ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ششم صفحہ 39)

چنانچہ حضورؓ کی کوششوں کے نتیجہ میں 17 جون 1928ء کو ہندوستان کے طول و عرض میں پہلی بار جلسہ ہائے سیرت النبیؐ کا انعقاد عمل میں آیا۔ جلسے بہت کامیاب رہے۔ غیر بھی پکار اٹھے کہ:

"ہندوستان میں یہ تاریخ ہمیشہ زندہ رہے گی اس لئے کہ اس تاریخ میں اعلیٰ حضرت آقائے دوجہاں سردار کون و مکاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کسی نہ کسی پیرایہ میں مسلمانوں کے ہر فرقے نے کیا اور ہر شہر میں یہ کوشش کی گئی کہ اول درجہ پر ہمارا شہر رہے۔ ... بہر حال 17 جون کو جلسے کی کامیابی پر ہم امام جماعت احمدیہ جناب مرزا محمود احمد صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں۔ اگر شیعہ و سنی اور احمدی اسی طرح سال بھر دو چار مرتبہ ایک جگہ جمع ہو جایا کریں گے تو پھر کوئی قوت اسلام کا مقابلہ اس ملک میں نہیں کر سکتی۔"

(اخبار "مشرق" گورکھپور 21 جون 1928ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ششم صفحہ 51)

یہ اجلاس بعد میں بھی کئی سال جاری رہے۔ ان کے لئے خاص طور پر لیکچر ار تیار کئے جاتے۔ الفضل کا "خاتم النبیین نمبر" لیکچراروں کی ہدایت کے لئے شائع ہوتا اور کسی خاص دن سارے ملک میں پبلک جلسوں کا انعقاد کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ سے لوگوں کو آگاہ کیا جاتا۔ اس سارے کام کے پیچھے ایک ہی دماغ کام کر رہا تھا۔ اس انسان کا دماغ کہ جس کا دل اپنے آقا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق اور محبت میں مخمور تھا۔ جسے دھن تھی تو یہی کہ دنیا اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جلد پہچان کر ان سے محبت کا تعلق قائم کر لے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ساری زندگی اسی محور کے گرد گھومتی نظر آتی ہے۔ آپؓ کا رواں رواں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اور کام کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے وقف تھا۔ رات اور دن سوتے اور جاگتے یہی خیال آپ کو رہتا۔ تحریرات اور تقریروں اور جلسے جلوسوں کے انعقاد کے علاوہ حضور نے اپنی زندگی کو بھی کامل طور پر سنت نبویؐ کے مطابق ڈھال لیا تھا۔ ہر حرکت اور ہر سکون حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حرکت وسکون کے مطابق تھا۔ روایت ہے کہ آپؓ کبھی کرسی پر ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ رکھ کر نہ بیٹھتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی کبھی ایسے نہ بیٹھتے تھے۔ رمضان شریف میں بہت خیرات کرتے کہ ان کے محبوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی رمضان المبارک میں صدقہ و خیرات معمول سے بھی بہت بڑھ کر فرماتے تھے۔ غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری فرماتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں سے ایک یہ تھا۔ غرضیکہ اپنی ہستی پر فنا وارد کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری کا نہایت اعلیٰ درجہ کا نمونہ دکھایا۔

حقیقی عید اور حقیقی خوشی

سامعین! عید کا دن آتا تو لوگ خوشیاں مناتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بھی خوشی تو مناتے کہ عید کی خوشی منانے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے لیکن ساتھ ہی فرماتے اور حضورؓ کے کئی خطبہ ہائے عیدین اسی مضمون پر ہیں کہ ہماری عید تو اس دن ہو گی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے اور آپؐ سے محبت کرنے والے دنیا میں زیادہ ہوں گے:

"ہماری عید دراصل وہی ہو سکتی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عید ہو۔ اگر ہم تو عید منائیں لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید نہ منائیں تو ہماری عید قطعاً عید نہیں کہلا سکتی بلکہ وہ ماتم ہو گا۔ جیسے کسی کے گھر میں کوئی لاش پڑی ہو ان کا کوئی بڑا آدمی فوت ہو گیا ہو تو لاکھ عید کا چاند نکلے ان کے لئے عید کا دن ماتم کا دن ہی ہو گا۔ اسی طرح ایک مسلمان کے لئے چاہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر 1400 سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اگر اس کی عید میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شامل نہیں اور اگر وہ اس ظاہری عید پر مطمئن ہو جاتا ہے تو اس کی عید کسی کام کی نہیں۔ بے شک ہمیں اس دن خدا تعالیٰ نے خوش ہونے کا حکم دیا ہے اور ہم خوش ہونے پر مجبور ہو جاتے ہیں لیکن پھر بھی ہمارے دلوں کو چاہئے کہ وہ روتے رہیں کہ ابھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی عید نہیں آئی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی عید سویاں کھانے سے نہیں آتی نہ شیر خرما کھانے سے آتی ہے بلکہ ان کی عید قرآن اور اسلام کے پھیلنے سے آتی ہے۔ .... غرضیکہ حضرت مصلح موعودؓ کی خوشی یا غمی رنج یا راحت سب خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے لئے تھے اور ہر عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے قیام کی کوشش کے لئے تھا۔ ایک موقع پر اہالیان ربوہ کے لئے دعا کرتے ہوئے آپؓ نے فرمایا کہ:

"ہم اس سے دعا کرتے ہیں وہ یہاں (یعنی ربوہ۔ ناقل) کے رہنے والوں میں دین کا اتنا جوش پیدا کر دے، دین کی اتنی محبت پیدا کر دے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا عشق پیدا کر دے کہ وہ پاگلوں کی طرح دنیا میں نکل جائیں اور اس وقت تک گھر نہ لوٹیں جب تک کہ دنیا کے کونے کونے میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت قائم نہ کر دیں۔ بے شک دنیا کہے گی کہ یہ لوگ پاگل ہیں مگر ایک دن آئے گا اور یقیناً آئے گا۔ یہ آسمان ٹل سکتا ہے۔ یہ زمین ٹل سکتی ہیں مگر یہ وعدہ نہیں ٹل سکتا کہ خدا ہمارے ہاتھ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت دنیا میں قائم کر دے گا اور وہ لوگ جو ہمیں پاگل کہتے ہیں شرمندہ ہو کر کہیں گے کہ اس چیز نے تو ہو کر ہی رہنا تھا۔ آثار ہی نظر آ رہے تھے جن سے ثابت ہوتا تھا کہ یہ چیز ضرور وقوع میں آئے گی۔"

(خطبہ فرمودہ 20 ستمبر 1948ء بحوالہ الفضل جلسہ سالانہ نمبر 1964ء)

آخر میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ایک خواہش بیان کرتا چلوں اور زمین و آسمان گواہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے وہ من وعن پوری فرما دی:

"یاد رہے کہ میں کسی خوبی کا اپنے لئے دعویدار نہیں ہوں میں فقط خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نشان ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے ہتھیار بنایا ہے۔ اس سے زیادہ نہ مجھے کوئی دعویٰ ہے اور نہ مجھے کسی دعویٰ میں خوشی ہے۔ میری ساری خوشی اسی میں ہے کہ میری خاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھیتی میں کھاد کے طور پر کام آ جائے اور اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے اور میرا خاتمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے قیام کی کوشش پر ہو۔" (تقریر جلسہ سالانہ 1944ء)

اور آپ نے بطور پیشگوئی کے فرمایا تھا کہ:

دیکھ لینا ایک دن خواہش بر آئے گی مری
میرا ہر ذرہ محمدؐ پر فدا ہو جائے گا

(ماہنامہ خالد ربوہ فروری 1991ء صفحہ 21-29)

(کمپوزڈ بائی: منہاس محمود۔ جرمنی)

۞۞۞۞